مولانا
محمد عبد الحق چوہان

اسماعیلی عقائد و نظریات

ڈاکٹر احمد شبلی مصر کے علمی طبقہ سے تعلق رکھتے ہیں اور ایک ممتاز خاندان کے چشم و چراغ ہیں انہوں نے ۱۹۳۹ء میں "جامعہ ازھر" سے امتیازی حیثیت سے تکمیل حاصل کی پھر "کیمبرج یونیورسٹی" سے "ہسٹری آف مسلم ایجوکیشن" کے مقالہ پر انہیں پی۔ ایچ۔ ڈی کی ڈگری حاصل ہوئی۔ محمد حسین خان زبیری نے ڈاکٹر صاحب کے اسی مقالہ کا اردو ترجمہ کیا ہے جو کہ ادارہ ثقافت اسلامیہ پاکستان کی طرف سے "تاریخ تعلیم و تربیت اسلامیہ" کے عنوان سے کتابی شکل میں شائع ہوا ہے۔ ڈاکٹر صاحب نے اس کتاب کے آخر میں ضمیمہ کے زیر عنوان مصر کے اسماعیلی حکمرانوں کے وقت اسماعیلی مذہب کے طریقہ تعلیم اور ان کے مذہبی عقائد کو بیان کیا ہے۔ زیر نظر ہمارا یہ مضمون اسی تحریر کی روشنی میں ترتیب دیا گیا ہے۔ اسماعیلیوں کے مذہبی عقائد بیان کرنے سے قبل ہم ان اسماعیلی حکمرانوں کے نسب اور اس مذہب کی وجہ تسمیہ کی وضاحت کرنا ضروری سمجھتے ہیں ان اسماعیلیوں نے پہلے شمالی افریقہ میں اپنے ایک داعی ابو عبد اللہ حسن بن احمد کے ذریعہ اپنی دعوت کا آغاز کر کے اسماعیلی سلطنت کی بنیاد رکھی اور بعد میں مصر پر قبضہ کیا اور قاہرہ کی بنیاد بھی انہی اسماعیلی حکمرانوں نے رکھی مصر کے ان حکمرانوں میں سے الحاسم بامر اللہ جو اس خاندان کا چھٹا فرماں روا تھا اور ۳۷۶ھ سے ۴۱۱ھ تک بر سر حکومت رہا علامہ سیوطی نے اس کو تاج الزنادقہ کا لقب دیا ہے اور مؤرخین کی تصریح کے مطابق فرعون کے بعد مصر کے تخت سلطنت پر حاکم سے بد تر کوئی فرماں روا نہیں بیٹھا اور اسی کے دور اقتدار میں بسم اللہ الرحمن الرحیم کی بجائے بسم اللہ الحاکم الرحمن الرحیم لکھا جاتا تھا ۵۶۷ھ تک مصر میں یہ عبیدی بر سر اقتدار رہے مصر کے ان حکمرانوں کا یہ دعوی تھا کہ وہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کی اولاد میں سے ہیں وہ یہ کہتے تھے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے وصی حضرت حسن رضی اللہ عنہ تھے اور ان کے وصی حضرت حسین رضی اللہ عنہ تھے اور ان کے وصی ان کے فرزند حضرت علی جو کہ زین العابدین کے لقب سے معروف ہیں اور ان کے وصی حضرت محمد باقر رحمہ اللہ ہیں اور ان کے وصی ان کے فرزند حضرت جعفر صادق رحمہ اللہ ہیں۔ اور ان کے وصی ان کے فرزند سید اسماعیل ہیں اور ان کے وصی انکے فرزند محمد مکتوم ہیں اور محمد کے وصی ان کے فرزند جعفر مصدق اور جعفر مصدق کا وصی اس کا بیٹا محمد حبیب ہے اور محمد حبیب کا وصی عبید اللہ المہدی ہے جو کہ اس سلطنت کا بانی ہے اس بناء پر ان کی حکومت کو مہدویہ، عبیدیہ، علویہ، فاطمیہ اور اسماعیلیہ کے عنوانات سے تعبیر کیا جاتا ہے۔ اور اثنا عشری روافض یہ کہتے ہیں کہ حضرت جعفر صادق کا صاحبزادہ اسماعیل چونکہ اپنے والد کی زندگی میں فوت ہوگیا تھا اس لیے ان کا وصی ان کا دوسرا

صاحبزادہ موسی کاظم ہے اسمعیلی یہ کہتے ہیں کہ جعفر صادق کا بڑا بیٹا چونکہ اسمعیلی تھا اس لئے وصی بھی وہی تھا اسی بناء پر ان کو اسماعیلی کہا جاتا ہے۔ علماء انساب کی تحقیق یہ ہے کہ اسماعیلیوں کا یہ دعوی غلط ہے کہ وہ حضرت جعفر صادق کے فرزند جناب اسماعیل کی اولاد میں سے ہیں۔ کیونکہ حضرت اسماعیل کا فرزند جناب محمد ہے اور ان کی کوئی اولاد ہی نہیں تھی تو پھر ان لوگوں کا ان کے خاندان سے ہونا کیسے ثابت ہوسکتا ہے۔

ان محمدا بن اسماعیل بن جعفر خرج من الدنیا لم یعقب وھذا شبی قد اتفق علیہ النسابتہ (التبعیر فی الدین ص۱۲۴)

تحقیق محمد بن اسماعیل نے دنیا سے اس حال میں کوچ کیا کہ ان کی کوئی اولاد نہ تھی اور یہ ایک ایسی حقیقت ثابتہ ہے کہ علماء نسب کا اس پر اتفاق ہے۔

اور حقیقت یہ ہے کہ یہ حکمران یہودی الاصل ہیں کیونکہ ان کا مورث اعلی عبد اللہ بن میمون القداح یہودی تھا۔ دین حق میں زندقہ الحاد اور تحریف کی آمیزش کرنے کیلئے اس نے منافقت کا لباس اختیار کر کے محبت اہل بیت کی طرف لوگوں کو دعوت دیتا تھا اور اسی دعوت سے اس کا مقصود اپنے الحادی نظریات کی اشاعت و ترویج تھی۔

وکان حریصا علی ھدم الشریعتہ المحمدیہ لما رکب اللہ فی الیھود من عداوۃ الاسلام و اھلہ و البغضاء رسول اللہ ؐ فلم یر وجھا یدخل بہ علی الناس حتی یردھم عن الاسلام الطف من دعوتہ الی اھل بیت رسول اللہ ؐ (کشف اسرار الباطنیتہ ۱۹۷۔ ۱۹۸)

اور یہ شخص شریعت محمدیہ کے ختم کرنے کے درپے تھا اس بنا پر کہ یہود کے خمیر فطرۃ میں ہے اسلام اور مسلمانوں کے ساتھ عداوت اور پیغمبر اسلام ﷺ کی ذات اقدس کے ساتھ بغض اور کینہ ودیعت کیا گیا ہے پھر اس نے اپنے مقصد کی برآری کیلئے کوئی ایسا حیلہ کارگر نہ دیکھا جو کہ لوگوں کو دین حق سے برگشتہ کرسکے سوائے اس کے کہ اس نے نبی کریم ﷺ کے اہل بیت کی محبت کی دعوۃ دینا شروع کی۔

چونکہ اس مذہب میں باطنیہ کی آمیزش بھی ہے اسلئے یہ مذہب اپنے دعاۃ اور شہروں کی نسبت سے مختلف عنوانات کی تعبیر کا حامل ہے۔

و یدعون فی مصر بالعبیدیتہ نسبتہ الی عبید المعروف و فی الشام بالنصیریہ و الدروزیہ، و التیامنتہ، و فی فلسطین بالبھائیتہ، و فی الھند بالبھرۃ و الاسماعیلیہ و فی الیمن بالیامیتہ نستبہ الی القبیلتہ المعروفتہ و فی بلاد الاکراد بالعلویتہ حیث یقولون علی ھو اللہ تعالی عما یقولون و بلاد الاتراک بالبکراشیتہ و القزلباشیتہ (کشف اسرار الباطنیہ ص۱۸۸)

مصر میں ان کو عبیدی کہا جاتا ہے مصر کے فرماں روا عبید اللہ کی نسبت کی وجہ سے اور شام میں نصیریہ اور

دروزی اور تیامسنی کہا جاتا ہے۔ فلسطین میں بہائیہ کہا جاتا ہے اور برصغیر میں بوہری اور اسماعیلی کہا جاتا ہے اور یمن میں یامیہ کہا جاتا ہے اور یہ یمن کے ایک قبیلہ کی طرف نسبت ہے۔ کردوں میں علویہ کہا جاتا ہے کیونکہ یہ کہتے ہیں کہ حضرت علی وہی اللہ ہیں اللہ تعالی کی ذات اقدس ان کی یاوہ گوئی سے بہت ہی بلند ہے اور بلاد ترک میں بکداشیہ اور قزلباشی کہا جاتا ہے۔

جب اسماعیلیوں نے ۳۵۸ھ مطابق ۹۶۹ء کو مصر پر تسلط حاصل کرلیا تو انہوں نے تمام ملک میں اپنے عقائد کی اشاعت و ترویج کیلئے اس طرح کا طریقہ تعلیم وضع کیا کہ عوام کے سامنے تو صرف اپنے مذہب کے اصول بیان کرتے اور منتخب افراد کو مذہب کی باطنی تعلیم دی جاتی تھی ان کے مذہب کی بنیاد "نظریہ وصیت" پر ہے اور وہ یہ ہے کہ ہر نبی کا ایک وصی ہوتا ہے جو نبی کی وفات کے بعد اسکا جانشین ہوتا ہے اور وصی کا انتخاب بھی اللہ تعالی کی طرف سے ہوتا ہے نبی کریم ﷺ کے وصی حضرت علیؓ تھے اور یہ انتخاب بھی خدائے قدوس کی طرف سے ہوا تھا۔ اور اسی حکم کی تبلیغ کیلئے اللہ تعالی کی طرف سے آپ پر یہ آیت نازل ہوئی۔

یا ایہا الرسول بلغ ما انزل الیک من ربک و ان لم تفعل فما بلغت رسالتہ (المائدہ)

یعنی اے پیغمبر لوگوں میں اعلان کردو کہ دین اسلام کا وصی علی ہے۔

جس وقت یہ آیت نازل ہوئی نبی کریم ﷺ "غدیر خم" کے مقام پر مقیم تھے اور ذوالحجہ کی ۱۸ تاریخ تھی چنانچہ آپ نے مجمع عام میں ولایت علی کا اعلان کرتے ہوئے فرمایا "من کنت مولاہ فعلی مولاہ" اور اسکے بعد یہ آیت نازل ہوئی "الیوم اکملت لکم دینکم و اتممت علیکم نعمتی" یہی "ولایت علی" نعمت ایزدی ہے اور تکمیل دین ہے۔ ان آیات کی وضاحت اور ان کے مصداق کے تعین میں روافض نے صراحتہ کذب بیانی اور دروغ گوئی کا ارتکاب کیا ہے پہلی آیت یعنی یا ایہا الرسول بلغ الخ۔ اس واقعہ سے بہت ہی پہلے نازل ہوچکی تھی بعض صحابہ نے نبی کریم ﷺ سے سوال کیا کہ یا رسول اللہ آپ پر قرآن مجید کی کونسی آیت کفار کی طرف سے زیادہ ایذارسانی کا سبب بنی ہے آپ نے اس آیت کی طرف اشارہ فرمایا اور یہ واقعہ بیان فرمایا کہ:

سئل رسول اللہ ای آیت انزلت من السماء اشد علیک؟ فقال کنت بمنی ایام موسم و اجتمع مشرکوا العرب و افناء الناس فی الموسم فانزل علی جبریل علیہ السلام فقال یا ایہا الرسول بلغ ما انزل الیک من ربک و ان لم تفعل فما بلغت رسالتہ (الایت) قال! فقمت عند العقبہ فنادیت یا ایہا الناس من ینصرنی علی ان ابلغ رسالات ربی و لکم الجنتہ ایہا الناس قولوا لا الہ الا اللہ و انا رسول اللہ الیکم تفلحوا و تنجحوا و لکم الجنتہ قال علیہ السلام فما بقی رجل و لا امراۃ و لا امتہ و لاصبی الا یرمون علی بالتراب و الحجارۃ و یقولون کذاب صابی (روح

المعانی ص۱۹۸ جلد۶)

نبی کریم ﷺ سے پوچھا گیا کہ کونسی آیت آپ پر زیادہ سخت نازل ہوئی ہے آپ نے فرمایا میں ایام حج میں منیٰ میں تھا عرب کے مشرکین اور لوگوں کی جماعتیں حج کی وجہ سے جمع تھیں اس وقت جبریل یہ آیت لیکر میرے پاس آیا۔ اے پیغمبر جو کچھ آپ پر آپ کے پروردگار کی طرف سے اترا ہے یہ سب آپ لوگوں تک پہنچا دیجئے اور اگر آپ نے یہ نہ کیا تو آپ نے اللہ کا پیغام پہنچایا ہی نہیں۔ آپ نے فرمایا میں عقبہ کے قریب کھڑا ہو گیا اور یہ اعلان کیا اے لوگو! کون ہے جو اس بات پر میرے ساتھ تعاون کرے کہ میں اللہ تعالیٰ کا پیغام لوگوں تک پہنچا سکوں اور تمہارے لیے جنت ہو۔ اے لوگو! لا الہ الا اللہ کہو اور میں تمہاری طرف اللہ کا پیغمبر بن کر آیا ہوں۔ فلاح حاصل کرلوگے کامیاب ہوجاؤگے اور تمہارے لئے جنت ہوگی۔ آپ نے فرمایا کوئی ایسا مرد، عورت، بچہ نہ تھا کہ جس نے مجھ پر پتھر اور مٹی نہ پھینکی ہو۔ اور کہنے لگے یہ بے دین جھوٹا ہے۔
اور ایک روایت میں ہے کہ یہ آیت رات کے وقت نازل ہوئی اس وقت صحابہؓ کی ایک جماعت آپ کی حفاظت کیلئے پہرہ داری پر متعین تھی اور یہ آیت نازل ہوئی جس وقت یہ آیت نازل ہوئی اسی وقت نبی کریم ﷺ نے پہرہ دینے والے صحابہ کو رخصت دیدی۔

و عن بعضھم ان الایتہ نزلت لیلا بناء علی ما اخرج عبد بن حمید و الترمذی و البیھقی و غیرھم عن عائشہ رضی اللہ عنھا قالت کان النبیؐ یحرص حتی نزلت واللہ یعصمک من الناس فاخرج رأسہ من القبتہ فقال ایھا الناس انصرفوا فقد عصمنی اللہ تعالی۔ (روح المعانی ص۱۹۹ جلد۶

اور بعض علماء سے منقول ہے کہ یہ آیت رات کے وقت نازل ہوئی تھی اس کی دلیل وہ روایت ہے جو کہ عبد بن حمید ترمذی اور بیہقی نے حضرت عائشہ رضی اللہ تعالی عنہا سے نقل کی ہے حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ نبی کریم ﷺ کیلئے پہرہ دیا جاتا تھا تا آنکہ یہ آیت نازل ہوئی و اللہ یعصمک من الناس اس وقت آپ نے خیمہ سے اپنا سر مبارک باہر نکالا اور پہرہ دینے والے صحابہ کو فرمایا کہ تم چلے جاؤ پس تحقیق اللہ تعالی نے مجھے اپنی حفاظت میں لے لیا ہے۔

اور بمطابق اصول "صاحب البیت ادری بما فیہ" حضرت علیؓ کے پوتے حضرت حسن مثنیٰ فرماتے ہیں کہ "من کنت مولاہ فعلی مولاہ" سے مراد اگر وصیت خلافت ہوتی تو پھر یہ الفاظ اس طرح نہ ہوتے بلکہ نبی کریم ﷺ صراحتاً فرماتے اے لوگو! علی میرے بعد اس امر کا متولی ہے اور میرے بعد تم پر یہی خلیفہ ہوگا پس سنو اور اطاعت کرو۔

عن الحسن المثنی بن الحسن السبط رضی اللہ تعالی عنھما انھم سئلوہ عن ھذا الخبر ھل نص علی خلافتہ الامر کرم اللہ وجھہ؟ فقال لوکان النبیؐ اراد خلافتہ فقال ایھا الناس ھذا ولی امری و القائم علیکم بعدی فاسمعوا و اطیعوا ثم قال

الحسن اقسم باللہ سبحانہ ان اللہ تعالی و رسولہ لو آثرا علیا لاجل ھذا الامر و لم یقدم علی کرم اللہ تعالی وجہہ علیہ لکان اعظم الناس خطاً (روح المعانی ص۱۹۵ جلد۶)

حضرت حسن المثنی بن الحسن السبط رضی اللہ تعالی عنہما سے لوگوں نے سوال کیا کہ کیا یہ حدیث یعنی "من کنت مولاہ فعلی مولاہ" حضرت علی رضی اللہ عنہ کی خلافت پر نص ہے؟ آپ نے فرمایا کہ نبی کریم ﷺ کی مراد اس قول سے اگر خلافت ہوتی تو آپ یوں فرماتے اے لوگو! یہ علی میرے امر کا متولی ہے اور میرے بعد تم پر یہی خلیفہ ہے پس سنو اور اطاعت کرو اس کے بعد حضرت حسن مثنی نے فرمایا کہ قسم بخدا تحقیق اللہ تعالی اور نبی کریم ﷺ حضرت علیؓ کو اگر خلافت بلافصل کیلئے منتخب کرتے اور حضرت علیؓ نے اسکے حصول کیلئے کوئی اقدام نہ کیا تو پھر سب سے زیادہ خطاکار خود حضرت علیؓ ہیں۔

اور حضرت علیؓ نے خود بھی روافض ملاحدہ کے اس نظریہ کی تردید کی ہے چنانچہ تاریخی روایات میں ہے کہ آپ نے فرمایا

ولو کان عندی عہد فی ذاک ماترکت اخا بنی تیم بن مرہ و عمر بن الخطاب یقومان علی منبرہ و لقاتلتہما بیدی و لو لم اجد الا بردی ھذا و لکن رسول اللہؐ لم یقتل قتلا ولم یمت فجاۃ۔

مکث فی مرضہ ایاما و لیالی یاتیہ الموذن فیؤذنہ بالصلاۃ فیأمر ابابکر فیصلی بالناس وھو یری مکانی ثم یاتیہ المؤذن فیؤذنہ بالصلاۃ فیأمر ابابکر فیصلی بالناس و ھو یری مکانی و لقد ارادت امرئۃ من نسائہ ان تصرفہ عن ابی بکر فابی و غضب و قال انتن ھو احب یوسف مر و ابابکر یصلی بالناس (ابن عساکر بحوالہ تاریخ الخلفاء ص۱۱۹) (فصل فی نبذ من اخبار علی و قضایاہ و کلماتہ رضی اللہ عنہ)

اور خلافت کے متعلق میرے پاس نبی کریم ﷺ کا اگر کوئی حکم ہوتا تو پھر میں بنو تیم کے فرد یعنی ابوبکر اور عمر بن الخطاب کو کبھی نہ چھوڑتا کہ وہ نبی کریم ﷺ کے منبر پر کھڑے ہوتے اور میں اپنے ہاتھ سے ان سے قتال کرتا اور اگر مجھے کوئی ہتھیار دستیاب نہ بھی ہوتا تب بھی میں اپنی اس چادر سے ان کو مارتا۔ لیکن رسول اللہ ﷺ شہید نہیں کیے گئے اور نہ ہی اچانک فوت ہوئے تھے کئی دن رات آپ بیمار رہے جس وقت آپ کے پاس موذن آتا اور آپ کو نماز کے وقت کی اطلاع کرتا تو آپ ابوبکرؓ کو حکم فرماتے وہ لوگوں کو نماز پڑھاتے حالانکہ آپ کو میرے موجود ہونے کا علم ہوتا تھا۔ اس کے بعد موذن آکر آپ کو نماز کے وقت کی اطلاع کرتا آپ ابوبکر کو حکم فرماتے وہ لوگوں کو نماز پڑھاتے حالانکہ آپ کو میری موجودگی کا علم ہوتا۔ آپ کی ازواج میں سے ایک عورت نے یہ ارادہ کیا کہ آپ ابوبکر کو نماز پڑھانے کا حکم نہ کریں اس پر آپ نے

انکار کیا اور غضبناک ہوگئے اور فرمایا تم یوسف والی عورتیں ہو۔ ابوبکر کو حکم کرو وہ لوگوں کو نماز پڑھائے۔

ان نقول سے یہ بات بداھتاً معلوم ہوگئی کہ آیت مذکورہ اور نبی کریم ﷺ کی طرف سے نسبت کردہ اس قول "من کنت مولاہ فعلی مولاہ" کو حضرت علیؓ کی خلافت بلا فصل کے ساتھ کوئی تعلق نہیں اور دوسری آیت یعنی الیوم اکملت لکم دینکم کے یہ تو غدیر خم کی تاریخ یعنی ۱۸ ذوالحجہ سے پہلے ۹ ذوالحجہ کو مقام عرفات میں نازل ہوچکی تھی لہذا اس کا تعلق بھی حضرت علیؓ کی خلافت بلافصل کے ساتھ ہرگز ہرگز نہیں۔

منصب امامت

اسماعیلیوں کے نزدیک امام کوئی معمولی انسان تصور نہیں کیا جاتا بلکہ ان کی ذات میں ایک خاص اہلیت و استعداد ہوتی ہے جسکی وجہ سے وہ انبیاء کرام کے مراتب سے گذر کر خدا کے درجہ تک پہنچ جاتا ہے امام کے حکم کی تعمیل اس طرح کرنی چاہیئے گویا وہ خدا کا حکم ہے امام خدا کا چہرہ ہیں۔ اور اسکے ہاتھ ہیں۔ امام نور ہوتے ہیں جو ان کے جانشینوں میں منتقل ہوجاتا ہے۔

الحادی نظریات کا ماخذ

اسماعیلیوں کے نزدیک قرآن وحدیث کا ایک ظاہری معنی ہوتا ہے اور ایک باطنی۔ امام باطنی تفسیر بیان کرنے کیلئے مبعوث کئے جاتے ہیں اسماعیلی اپنے اسی عقیدہ کی بنیاد پر ہر الحادی نظریہ قرآن مجید سے اخذ کرتے ہیں اسی اصول کی بنیاد پر وہ کہتے ہیں کہ قرآن مجید کی آیت "ولقد آتیناک سبعا من المثانی" سے مراد سات امام ہیں اور آیت "ما ننسخ من آیتہ او ننسھا نأت بخیر منھا او مثلھا" سے مراد یہ ہے کہ جب ایک امام کی وفات ہوجاتی ہے تو اس ہی جیسا یا اس سے بہتر امامت پر مقرر کیا جاتا ہے۔

اسماعیلی نظریات کی اشاعت کے ذرائع ابلاغ

زمانہ قدیم میں نشر و اشاعت کیلئے موجودہ ذرائع ابلاغ مفقود تھے اس وقت معاشرہ میں شعراء کے کلام کو ایک خاص اہمیت حاصل تھی اسلئے ملک میں شعراء کے کلام کی زیادہ اشاعت ہوتی تھی اسلئے اسماعیلیوں نے اپنے خاص شعراء کے ذریعہ اپنے عقائد کی اشاعت کی۔

وان الذی سماک خیر خلیفة — لمجری القضاء الحتم حیث ترید
وہ جس نے تمہیں بہتر خلیفہ بنایا ہے — تقدیر کو تمہاری مرضی کے مطابق ڈھالتا ہے

امام رأیت الدین مرتبطا بہ — فطاعتہ فوز و عصیانہ خسر
میں دیکھتا ہوں کہ دین اس امام سے وابستہ ہے — اسکی اطاعت نجات ہے اور اسکی نافرمانی بربادی ہے

ماشئت لا ماشئت الاقدار — فاحکم فانت الواحد القہار
وہ ہوا جو تم نے چاہا وہ نہیں ہوا جو تقدیر کا حکم تھا — اب تم ہی فیصلہ کرو کہ تم ہی یکتا اور قادر مطلق ہو

شہدت بانک وجہ اللہ — وجوہ الموالی بہ ناضرہ
میں شہادت دیتا ہوں کہ تو وجہ اللہ ہے — تیرے ہی چہرہ سے تیرے غلاموں کے چہرے تروتازہ ہیں

و ملوک من فوق الثری عبد انہ ملک ملائکتہ السماء جنودہ
اور دنیا کے بادشاہ اس کے غلام ہیں وہ ایسا بادشاہ ہے کہ آسمان کے فرشتے اس کا لشکر ہیں
قاطبتہ من عرب و من عجم مفروضتہ طاعتہم علی الامم
تمام کے تمام خواہ عرب ہوں خواہ عجم ان کی اطاعت تمام پر فرض ہے
و انت المعاقب اہل العقاب و انت المثیب لاہل الثواب
اور تو ہی عذاب کے مستحقین کو عذاب دے گا اور تو ہی جو نیکوں کو ثواب دے گا

یہ ہیں چند لمحدانہ نظریات بطور "مشت نمونہ از خروارے"

اللھم ارنا الحق حقا و ارزقنا اتباعہ و ارنا الباطل باطلا و ارزقنا اجتنابہ نسئل اللہ السلامتہ من جمیع الاھواء والبدع و لزوم السنتہ و الجماعتہ مع حسن الخاتمہ برحمتہ انہ جواد کریم و الحمد للہ کثیرا دائما و صلی اللہ تعالی علی خیر خلقہ محمد و علی آلہ و اصحابہ و ازواجہ المطہرات (آمین)

اظہارِ تعزیت

گذشتہ دنوں :

- ممتاز عالم دین مولانا محمد سلیمان طارق انتقال فرما گئے۔
- بھوئی گاڑ ضلع اٹک کی ممتاز دینی شخصیت مولانا حکیم احمد حسن قریشی رحلت فرما گئے، آپ مولانا حسین احمد قریشی کے برادر بزرگ تھے۔
- حضرت امیر شریعت رحمہ اللہ کے معالج اور ممتاز طبیب حضرت حکیم محمد حنیف اللہ مدظلہ کی بھاوج اور جناب مسعود اختر، محمود اختر اور حسنین اختر ایڈووکیٹ کی والدہ ماجدہ ۳۰ رجون کو ملتان میں انتقال فرما گئیں۔
- دفتر نقیب ختم نبوت کے منتظم محمد یوسف شاد کی چچازاد بہن ام عبدالرحمٰن ۲۲ رجون کو وفات پا گئیں۔

ادارہ ان سب مرحومین کی مغفرت اور بلندیٔ درجات کے لئے دعا گو ہے، اور ان کے جملہ ورثاء متعلقین کے صدمہ وغم میں شریک ہے۔ قارئین سے درخواست ہے کہ مرحومین کے لئے دعاءِ مغفرت کا خصوصی اہتمام فرمائیں!

اِسلام کے نامور سپوت، تحریکِ آزادی کے عظیم مجاہد، فدائے احرار

مولانا محمد گل شیر شہید رحمۃ اللہ علیہ

سوانح و افکار ● احوال و آثار ● سیرت و کردار ● بے مثال جدّوجہد ● شہادت

نوجوان محقق محمد عمر فاروق کے قلم سے ــــ ایک تاریخی دستاویز !

● (یہ کتاب) ناظرین کے لئے جہادِ زندگانی میں عمل بعزیمت و استقامت کے لئے ایک روشن مینار ثابت ہوگی۔
(شیخ المشائخ حضرت خواجہ خان محمد مدظلہ ــــ کندیاں شریف)

● اس میں پورے عہد کی تاریخ اپنا جزو و مد ظاہر کرتی ہے اور مولانا گل شیر کا جلال و جمال ملتا ہے۔ یہ کتاب ہمیں مولانا شہیدؒ سے ایک طویل اور محبت سے لبریز ملاقات کراتی ہے (ڈاکٹر انور سدید۔۔۔۔ مدیر "قومی ڈائجسٹ" لاہور)

● حضرت مولانا گل شیر خاں ملتِ اسلامیہ کے عظیم اور فصاحت و بلاغت کا سمندرِ بے پایاں تھے جنہیں کلمۂ حق بلند کرنے کی پاداش میں شہید کر دیا گیا محمد عمر فاروق کی یہ کوشش ایک بیحد وقیع، قابل قدر اور مفید کام ہے۔
(ڈاکٹر ظہور احمد اظہر۔۔۔۔ صدر شعبہ عربی پنجاب یونیورسٹی، لاہور)

نایاب اخباری و سرکاری ریکارڈ سے ماخوذ دستاویزات ● مولانا شہیدؒ کی ذاتی ڈائری سے اہم اقتباسات۔
● نادر و نایاب تصاویر ● مکاتیب و عکس تحریر ● تاریخی اہمیت کی حامل نظمیں ● پچیس نامور شخصیات کا خراجِ تحسین
● منظوم خراجِ عقیدت ــــ اور ہندوستان میں انگریزی راج کے پشتینی وفاداروں کی ملاقاتی سازشیں، جاگیردارانہ سفاکیوں کی لرزہ خیز شہادتیں، سامراجی آقاؤں سے اعزازات، اسناد، خطابات، نذرانے اور زمینیں کس کس نے کب، کیوں اور کیسے حاصل کیں ؟ مجاہدینِ آزادی کی خونچکاں سرگذشت، تاریخ کے سربستہ راز اور ان کہی کہانیاں ۔۔۔۔ پہلی دفعہ منظرِ عام پر ! ــــ ☐ مؤلف کی دس سالہ محنت کا نچوڑ اور ربع صدی پر مشتمل کاروانِ احرار کے اہم ترین دور کی مکمل سرگذشت ☐ سینکڑوں عنوانوں کے گرد گھومتی کہانی۔

صفحات ۲۵۰ سے زائد / کمپیوٹر کتابت / خوبصورت سرورق / مجلد / اعلیٰ طباعت /

جولائی ۹۲ء میں شائع ہو رہی ہے۔ !

بخاری اکیڈمی دارِ بنی ہاشم، مہربان کالونی ملتان